رسائل و مسائل

نظام باطل کے تحت مسلمانوں کا طریق کار

سوال (۱) میں اس وقت تک مسلم لیگ کے دامن سے بندھا ہوا ہوں، مگر میں اس کی جدوجہد کو لادینی ضرور تسلیم کرنے لگا ہوں اور اس حقیقت کو بھی سمجھ چکا ہوں کہ لیگ کی قیادت اسلامی نقطۂ نظر سے ایک "جاہلی بے عمل" قیادت ہے ۔۔۔ مگر چونکہ رخصت و عزیمت کی دو راہیں خود اللہ نے مقرر فرمائی ہیں، اس وجہ سے لیگ کی جدوجہد اور قیادت کو گوارا کرتا ہوں۔ آپ سے پوچھنا یہی ہے کہ رخصت سے فائدہ اٹھانے کا حق صرف فرد کو ہے یا قوم کو بھی؟

(۲) جب تک ہم اپنی اصلی راہ پر نہیں آتے، ضرورت ہے کہ موجودہ حالات کے اندر اپنے موجودہ اختیارات کو قائم رکھیں اور جو حقوق حاصل ہو چکے ہیں ان کو استعمال کریں مثلاً فرقہ وارانہ حقوق، کونسلوں میں نمائندگی، ملازمتوں میں حصہ وغیرہ

جمع کر خرمن تو پہلے دانہ دانہ کر کے تو ۔۔۔ آ ہی جائے گی کوئی بجلی جلانے کے لیے!

آپ اس رائے سے کہاں تک متفق ہیں؟

(۳) میں پٹنہ یونیورسٹی کا ایک متعلم ہوں اور یہ ظاہر ہے کہ ہمارا نظام تعلیم غیر اسلامی ہے! کیا مجھے اس تعلیم کو منقطع کر دینا چاہیے؟ حالانکہ حضورؐ بازار عکاظ جیسے میلوں میں گئے ہیں اور دیگر شرک وطغیان کے مرکزوں میں پہنچے ہیں۔ ہماری نیت اگر بدی کو ختم کرنے اور نیکی کو فروغ دینے کی ہو تو پھر نہ غیر اسلامی تعلیم سے فائدہ اٹھانا غلط ہے، نہ نظام کفر کی ملازمتوں کا اختیار کرنا جرم رہ جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رشوت، جھوٹ، خیانت وغیرہ بداخلاقیوں سے اجتناب کرنے کی ضرورت ہے اور ان

احتیاطوں کے ساتھ حسن نیت کا ہونا کافی ہے۔

جواب (۱) رخصت اور عزیمت میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا حق فرد ہی کے لیے مخصوص ہے یا قوم کو بھی حاصل ہے، یہ ایک ضمنی سوال ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ رخصت و عزیمت کا تعلق دینی جدّوجہد سے ہے یا ایک سرتاسر لادینی جدوجہد سے بھی؟ ہمارا خیال ہے کہ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے اس نے صرف دینی جدوجہد کی راہ میں رخصت یا عزیمت کی دو راہیں رکھی ہیں۔ لیکن کسی لادینی جدوجہد میں چاہے آپ رخصت کی راہ اختیار کریں یا عزیمت کی، اسلام کو اس سے کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ اگر مسلم لیگ کی جدوجہد کو لادینی مانتے ہیں، جیسا کہ آپ کی تحریر سے ظاہر ہے تو پھر اس کے اندر آپ چاہے رخصت کے زاویہ میں پناہ لیں یا عزیمت کی وادیوں میں ٹھوکریں کھائیں، اس بارہ میں اسلام سے استفتا کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

دوسری بات یہ پیش نظر رکھنی چاہیے کہ کسی دارالکفر میں اسلام کو غالب کرنے کے لیے اللہ اور اس کے رسول نے افراد اور جماعت دونوں کے لیے ایک تدریجی پروگرام خود مقرر کر دیا ہے جس میں افراد کے ضعف و قوت کا بھی لحاظ ہے اور جماعت کی تدریجی صلاحیتوں کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ اس وجہ سے یہاں رخصت و عزیمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جس طرح ہر جماعتی پروگرام صرف اوسط درجہ کے افراد کی صلاحیتوں کے لحاظ سے بنایا جاتا ہے اسی طرح یہ پروگرام بھی عام حالات ہی کے لحاظ سے بنا ہوا ہے۔ اس پروگرام سے الگ ہو کر آدمی کے لیے عزیمت تو درکنار لادینی جدوجہد کے لیے رخصت کی کوئی راہ بھی باقی نہیں رہ جاتی۔ یہ گویا ایمان کا ادنیٰ ترین مطالبہ ہے جس کے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں۔

(۲) ہندوستان میں سیاسی ارتقا جس رخ پر ہو رہا ہے، اگر آپ نے اس کے ساتھ بہنا منظور کر لیا تو پھر آپ کے لیے اس راہ پر پہنچنے کا کوئی امکان ہی نہیں رہ جاتا جس کو آپ اپنی "اصلی راہ" کہتے ہیں، بلکہ ہوگا یہ کہ آج اگر آپ اس سے ۱۰۰ میل دور ہیں تو کل اس سے ایک ہزار میل دور ہو جائیں گے۔ آپ کو "موجودہ حالات" سے محبت ہے تو آپ اس محبت کو باقی رکھیے لیکن آپ کی اس محبت اور خواہش آمیز تفکر سے حقائق تبدیل نہیں ہو جائیں گے۔ ہاں اگر آپ اپنی غلط فہمی کے ازالہ کے خواہشمند ہوں

تو جماعت اسلامی کا لٹریچر دیکھیے۔ خصوصاً سیاسی کشمکش کے تینوں حصے ضرور ملاحظہ فرمائیے۔

(۳) اس طرح کے سوالات کو پڑھ کر دل کو بڑا دکھ ہوتا ہے۔ کیا یہ لاکھوں مسلمان جو انگریزی اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور جو انگریزی نظام کے اندر نوکریاں تلاش کرنے کے لیے در در کی خاک چھانتے پھرتے ہیں، اسی مقصد سے ان کالجوں اور محکموں میں جاتے ہیں جس مقصد سے آنحضرت صلعم "عکاظ کے میلوں" اور "فواحش کے اڈوں" پر جاتے تھے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو اس طرح کے غیر متعلق سوالات سے کیا فائدہ؟ اگر آپ لوگوں کا دل ایک غلط چیز کے چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہے تو نہ چھوڑیے لیکن یہ خواہش کیوں رکھتے ہیں کہ اللہ اور رسول بھی آپ کی خواہشوں کے پیچھے پیچھے چلیں۔ اس بات کو خوب یاد رکھیے کہ نظام باطل کا ہر شعبہ باطل ہے، خواہ وہ بظاہر کتنا ہی بے ضرر اور معصوم کیوں نہ نظر آئے۔ کیونکہ کسی نظام پر جو حکم لگایا جاتا ہے وہ اس کے کسی خاص جز کے لحاظ سے نہیں لگایا جاتا، بلکہ اس کے کل کے مجموعی مقصد کے لحاظ سے لگایا جاتا ہے۔ عیسائی مشنریوں کے بہت سے کام مثلاً ہسپتالوں وغیرہ کے قیام بظاہر نہایت اچھے ہیں، لیکن یہ تمام اجزاء مل کر جس باطل مشن کو انجام دے رہے ہیں، اگر اس کو سامنے رکھیے تو معلوم ہوگا کہ یہ سب شیطان کے پھندے ہیں۔

نیت کا سوال وہاں ہوتا ہے، جہاں کام فی نفسہ نیک ہو۔ اگر ایک نیک کام کو اچھی نیت سے کیا جائے تو اس پر ثواب ملے گا اور اگر بری نیت سے کیا جائے تو وہ ضائع ہو جائے گا۔ حرام اور ناجائز کاموں کو آپ کتنی ہی پاک نیت سے کریں وہ پاک نہیں ہو سکتے۔ ان میں تو صرف جرم کے اثبات کے لیے ارادہ کا ہونا دیکھا جائے گا، کہ اگر آپ نے حرام فعل کا ارادہ کیا تھا تو آپ مجرم ہیں اور اگر اس کا باقاعدہ ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ وہ صادر ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا۔ تعجب ہے کہ آپ حضرات کی سمجھ میں یہ بات کیوں نہیں آتی کہ جو مسلمان ایک باطل نظام کا پرزہ بنا ہوا ہے اس کی نیت کا نیک ہونا اور ادائے فرائض میں اس کا دیانتدار اور راستباز ہونا اس کے کام کو جائز کیسے بنا دے گا۔ اگر وہ نہایت اخلاص کے ساتھ رشوت اور خیانت سے پاک رہ کر نظام کفر کی کل چلا رہا ہے تو وہ بس نظام کفر ہی کا مخلص و دیانتدار خادم ہے اور اس کے اخلاص و دیانت کا سارا فائدہ نظام کفر ہی کو پہنچتا ہے، نہ کہ اسلام اور حق کو۔